

پندرہ

در بیان تقییل

عن ابن الجریج

بسم الله الرحمن الرحيم

أَحْمَدُ اللَّهِ الَّذِي لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِهِ تَوْفِيقٌ وَتَسْتَعِينُ وَالصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ
 وَآلِهِ وَآخِيَابِهِ أَجْمَعِينَ - اما بعد حقیر من محمد ظمیر حسن شوق نبوی عرض کر رہا
 کہ بعض لوگ جو تبرکات و اگر کسی مرد بزرگ کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں تو اسکو اکثر حضرت علی
 سے غلامت شرع سمجھتے ہیں بلکہ بعض لوگ اسکو مثل سجد و غیر اللہ کے شرک جانتے ہیں اور نام کہتے ہیں
 کہ لوگ غلامان بزرگ کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں اور وہ اس سے راضی ہیں کچھ منع نہیں کرتے
 حالانکہ احادیث صحیحہ و کتب فقیہہ سے اسکا احتجاج ثابت ہے فاقول و یا اللہ التوفیق سنن
 ابی داؤد و ابن زرارہ و فیہ عبد القیس سے مروی ہے - قال لما قدمنا المدينة فجعلنا نطلب
 من رواحلنا فنقبل يد رسول الله صلى الله عليه وسلم ونرجلهم - یعنی کمانا سے کہ
 ہم لوگ حبیب و شیخ پر پہنچتے تو اپنے راحلون سے بلدی کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ہاتھ پاؤں چومتے - اور اسی ابو داؤد و ابن زرارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ زہرا رضی
 عنہا کے حال میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذت
 بيده فقبلته واجلسته في مجلسها - یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے پاس تشریف لجاتے
 تو وہ اوٹھ کھڑی ہوتی اور ہاتھ پکڑ کے بوسہ دیتی اور اپنی بلکین بٹھاتی - اور جامع ترمذی
 کے باب ما جاء في قبلة اليد والرجل من صنفه ان بن مسال سے ایک طویل حدیث

مروری ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ یہود آنحضرت کے پاس گئے اور کچھ دھچکا اپنے حبیب جو اپنے
 اور ان لوگوں نے آپ کے ہاتھ پاؤں چومے چنانچہ ان میں یہ عبارت ہے فقبلا وابدایہ ورجلیہ و
 قالوا نشہد انک نبی۔ یہ حدیث ابو داؤد وغیرہ میں بھی ہے۔ اور ابن جہ صفحہ ۱۲۲ میں یہ حدیث
 یون مروری ہے۔ عن صفوان بن عسال ان قوما من الیہود قبلوا بید النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم ورجلیہ۔ یعنی صفوان بن عسال سے مروری ہے کہ یہود کی ایک قوم نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے۔ اور اسی ابن ماجہ میں یہ بھی ہے عن ابن عمر قال
 قبلنا بید النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی بن عمر سے مروری ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما تھا۔ اور بزاز نے ایک حدیث طویل لکھی ہے
 جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک عربی نے آنحضرت سے مسجد طلب کیا آپ کے اہل بیت سے ایک سخت چلا آیا وہ
 اعرابی مسلمان ہو گیا اور کچھ سجدہ کرنے کی اجازت چاہی آپ نے منع کیا پھر اس نے ہاتھ پاؤں چومنے کی
 طلب کی آپ نے اجازت دی اور اس نے آپ کے ہاتھ پاؤں چومے۔ المختصر احادیث سابقہ سے بزرگوار اگر
 مرد بزرگ کے ہاتھ پاؤں چومنے کا استحباب کیا قہ ثابت ہر اب تو الیٰ علما ستو علامہ حموی نے شرح الاشبہ والنظائر
 صفحہ ۱۰۷ میں لکھا ہر قال فی مقدماتہ السعادة واما تقبیل الیدان کان من مستحق الاکرام کا لعلہ
 والساد والاخر فی حرجہ ان ینال الثواب کما فعلہ بعض الصحابہ رضی اللہ عنہم اما ان فعلہ ذلک لصاحب
 یشق منہما من کما ہو کرایہ شخص کا ہاتھ چومنا جو مستحق اکرام ہے جیسے علما و سادات کرام و شرفاء
 ذوی الامتزاز ہیں ثواب کی امید و محسوسہ نہیں ہوتی ہے کیا بزرگوار اگر اہل دنیا کی تقبیل کچھ ایسے توفیق سے
 اور در مختار صفحہ ۱۲۲ میں بزرگوار اس بتقبیل بید الرجل لعالم والمتبرع علی سبیل التبرک
 یعنی تبرک کا مرد عالم پر تبرک کر کے ہاتھ چومنے میں کچھ مضائقہ نہیں اور تنویر الایضار میں ہر طبقہ میں
 عالم و زاهدان یکساں من قدرہ یقبیلہ اجابہ ہے اگر کوئی کسی نام یا زامہ سے قد مبوسی کے لیے قدم
 طلب کرے تو وہ اس کو قبول کرے اور اپنا قدم بڑھا دے۔ اور امام نووی نے کتاب الاذکار میں لکھا ہے
 اذا اراد تقبیل بید غیرہ ان کان ذلک لرحیق وصلاحہ وعلمہ وشرفہ وصیانتہ او

مخوذات من الاموال بذی قلم بکروہ بل مستحب۔ بیشہ اگر کوئی کسی کے زہم و صلاح و علم
 وغیرہ کے سبب سے اس کے ہاتھ پر بوسا دینا چاہے تو کچھ مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے اور خدا بخشنے
 نواب محمد یحییٰ حسن خان بہادر مرحوم بھی سکے جواز کے قائل ہیں چنانچہ مولانا عبدالعزیز صفحہ ۱۰۷ میں
 بعض احادیث تفصیل نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ^{بوسہ دینا} این اخبارنا طریقت و رجوا و تعبیل و دست دیا۔ اور عرقی
 میں جریر حدیث مروی ہے قال جل یا رسول اللہ الرجل مننا یلقی خاۃ او صلی یقذای یحییٰ لمقال لا
 قال فیکرمہ و یقبیلہ قال لا قال فیما خلا بیہ و یصافحہ قال نعم۔ اسکی نسبت لکھتے ہیں
 قاضی آنت کر این لزوم تعبیل غیر معافقہ و بوس دست و پا باشد یعنی اس حدیث سے جو لزوم
 و تعبیل کی منی نکلتی ہے تو معافقہ اور دست بوسی و قد بوسی کے علاوہ کسی اور لزوم و تعبیل کی
 منی مراد ہے۔ اور شیخ دلموی شعبۃ اللغات میں لکھتے ہیں کہ ^{بوسہ دینا} از شیخ ابو سعید و ما ترمذی و تطبیق
 احادیث نقل کر دہ شد کہ انچہ بروجہ شہوت بود کر دہ است و انچہ بروجہ بروکرات باشد شروع
 انجا حاصل احادیث و اقوال علمائے کرام سے اسکا جواز ثابت ہے۔ بلکہ بعض محدثین
 کبار سے بھی قد بوسی منقول ہے۔ چنانچہ شیخ دلموی مقدمہ ترجمہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۷ میں امام بخاری
 کے احوال میں لکھتے ہیں کہ ^{بوسہ دینا} مسلم صاحب الصحیح چون نزادومی و راعی گفت گبزار مرانا بوسہ
 ہر دو پاسے ترا یا طیب الحدیث یا ائذا لاسا ذین یا سید المحدثین۔ ابواسکے جواز میں کچھ کلام
 نہ آیا۔ اور اگر یہ کہیے کہ مسجد سے اور قد بوسی میں فرق کیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اولایت
 کا بڑا فرق ہے۔ ثانیاً دونوں کی ہیئت میں بھی اختلاف ہے والسلام علی من اتبع الهدی

شہد انکہ کہ یہ رسالہ شریفہ و عجلالہ فیضہ مولفہ علامہ ذہن مولانا المولوی محمد ظہیر حسن دہلوی فیضہ تعلیم
 رب ذوالمنن باہتمام تام امیدوار رحمت کردگار اضعف العباد و محمد شام حسین شام شہر قومی پورہ
 و پیام دار نہایت صحت و عمدگی سے قومی پورہ واقع چوک کھنڈو میں باوجود جاری الاطر کے
 ششہ ہجری مطبوع ہو کر مطبوع طبع شائقین حق و یقین ہوا۔ والہم للہ علی ذلک

مقالہ کاملہ

مؤلف

P No 14411

عالم لمعی و فاضل لوزعی مینا بک لانا محمد ظہیر احسن صاحب شوق نموی

باہتمام

خاکسار محمد شارسین نثار مالک کارخانہ عطر و مستم پیام یار

نشر

قومی پریس موزین چھپا

